جبری طلاق

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

طلاق مکرہ (جبری طلاق) واقع نہیں ہوتی، اس پر قرآن وحدیث کی دلائل شاہد ہیں، نیز ائمہ محدثین کرام ﷭ کی تصریحات بھی موجود ہیں:

قرآن سے استدلال :

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾(النّحل : ١٠٦)

”جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے (اس پر اللہ کا غضب ہے)، البتہ جسے مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو (اس کا حکم یہ نہیں)۔“

جس کے دل میں ایمان پختہ ہو، اس کو کفر پر مجبور کیا جائے، تو وہ کافر نہیں ہوتا، اسی طرح طلاق کا ارادہ نہ ہو، تو طلاق مکرہ بالاولیٰ واقع نہیں ہوگی۔

❀ عطاء بن ابی رباح ﷫ فرماتے ہیں:

اَلشِّرْكُ أَعْظَمُ مِنَ الطَّلَاقِ .

”شرک طلاق سے بڑا معاملہ ہے۔“

(سنن سعید بن منصور : ١١٤٢، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : ۳۹۰/۹)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَمَّا وَضَعَ اللّٰهُ عَنْهُ سَقَطَتْ أَحْكَامُ الْإِكْرَاهِ عَنِ الْقَوْلِ كُلِّهٖ؛ لِأَنَّ الْأَعْظَمَ إِذَا سَقَطَ عَنِ النَّاسِ سَقَطَ مَا هُوَ أَصْغَرُ مِنْهُ .

''جب اللہ تعالیٰ نے انسان سے (مجبوری کی صورت میں) کفر معاف کر دیا ہے، تو مجبوری کی صورت میں کہے گئے تمام دیگر اقوال بھی معاف ہیں، کیونکہ جب لوگوں کو بڑی چیز معاف کر دی جائے تو چھوٹی چیز خود بخود معاف ہو جاتی ہے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : ۱۲۲/۲)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) کہتے ہیں:

أَمَّا الْخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ، فَقَدْ صَرَّحَ الْقُرْآنُ بِالتَّجَاوُزِ عَنْهُمَا ...... وَأَمَّا الْإِكْرَاهُ فَصَرَّحَ الْقُرْآنُ أَيْضًا بِالتَّجَاوُزِ عَنْهُ .

''خطا اور نسیان سے تجاوز کے بارے میں قرآنِ کریم نے صراحت کر دی ہے۔ ......اسی طرح مجبوری کی صورت میں کیے گئے کام سے معافی کے بارے میں بھی قرآنِ کریم نے صراحت کی ہے۔''

(جامع العُلوم والحِکَم لابن رجب، ص ٤٥٢۔٤٥٣)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَنِ النِّسْيَانِ، وَالْخَطَإِ، وَمَا أُكْرِهُوا عَلَيْهِ .

''اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نسیان، خطا اور وہ اقوال واعمال معاف کردیے ہیں، جن پر انہیں مجبور کر دیا جائے۔''

(سنن سعید بن مَنصور : ۱۱٤٤، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ **ثابت بن الاحنف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّهٗ تَزَوَّجَ أُمَّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ : فَدَعَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ فَجِئْتُهٗ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا سِيَاطٌ مَّوْضُوعَةٌ، وَإِذَا قَيْدَانِ مِنْ حَدِيدٍ، وَعَبْدَانِ لَهٗ قَدْ أَجْلَسَهُمَا، فَقَالَ : طَلِّقْهَا وَإِلَّا وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهٖ فَعَلْتُ بِكَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ : فَقُلْتُ : هِيَ الطَّلَاقُ أَلْفًا، قَالَ : فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهٖ، فَأَدْرَكْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي، فَتَغَيَّظَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَقَالَ : لَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ، وَإِنَّهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ، فَارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ، قَالَ : فَلَمْ تُقْرِرْنِي نَفْسِي، حَتّٰى أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ أَمِيرٌ عَلَيْهَا، فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي، وَبِالَّذِي قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

عُمَرَ قَالَ : فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ : لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ .

''میں نے عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کی ام ولد لونڈی سے نکاح کیا۔ میں اس پر داخل ہوا، تو وہاں کوڑے لٹکے ہوئے تھے۔ لوہے کی دو بیڑیاں تھیں اور دو غلام بٹھائے ہوئے تھے۔ اس نے مجھے کہا : اپنی بیوی کو طلاق دے دے، ورنہ اللہ کی قسم تجھے ایسا ایسا کردوں گا۔ میں نے کہا: اسے ایک ہزار طلاق۔ پھر میں وہاں سے نکل آیا، مکہ کے راستے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو اپنا سارا واقعہ سنایا، تو وہ غصے ہو گئے اور فرمایا: یہ کوئی طلاق نہیں۔ وہ عورت آپ پر حرام نہیں ہوئی۔ آپ اپنی بیوی کی طرف لوٹ جائیں۔ مجھے اطمینان نہ ہوا، میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر اپنا واقعہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتوی ذکر کیا۔ انہوں نے بھی فرمایا کہ آپ پر آپ کی بیوی حرام نہیں ہوئی۔ آپ اپنی بیوی کی طرف لوٹ جائیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك : ٥٨٧/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ دو جلیل القدر صحابہ عبد اللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے نزدیک جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔

❀ ابوالزناد رحمہ اللہ کہتے ہیں :

حَضَرْتُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أُتِيَ بِرَجُلٍ كَانَ يَكُونُ

فِي بَنِي حَطْمَةَ يُقَالُ لَهُ : الْقُمَّرِيُّ ضَرَبَهُ قَوْمٌ عَلٰى أَنْ يُطَلِّقَ امْرَأَتَهُ، وَقَالُوا : لَا نَدَعُكَ وَاللّٰهِ حَتّٰى نَقْتُلَكَ أَوْ تُطَلِّقَهَا الْبَتَّةَ وَجَاءَ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ .

''میں امام عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے ہاں تھا، ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا، یہ بنوحطمہ میں سے تھا اور اسے قمری کہا جاتا تھا۔ اس کی قوم اسے بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کرتی تھی اور اسے مارتی تھی، کہتے تھے : اللہ کی قسم! یا اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دو یا ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اس آدمی نے اپنی اس بات پر شواہد پیش کئے، تو امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس کی بیوی واپس کر دی۔''

(سنن سعيد بن منصور : ۱۱۳۲، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے جبری طلاق کے متعلق پوچھا گیا، فرمایا:

لَيْسَ بِشَيْءٍ . ''یہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۴۸/۵، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ایسے شخص کے متعلق فرماتے ہیں، جسے طلاق پر مجبور کیا گیا ہو:

أَرْجُو أَنْ لَّا يَكُونَ عَلَيْهِ شَيْءٌ .

''امید ہے کہ اس پر کچھ نہیں ہوگا۔''

❁ نیز فرماتے ہیں:

حَدُّ الْمُكْرَهِ إِذَا كَانَ يَخَافُ الْقَتْلَ، أَوْ ضَرْبًا شَدِيدًا

قَالَ إِسْحَاقُ : هُوَ كَمَا قَالَ بِلَا شَكٍّ .

''مجبور کی تعریف یہ ہے کہ اسے قتل کا ڈر ہو یا سخت مار کا ڈر ہو۔ امام اسحٰق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ نے جس طرح فرمایا ہے، بلاشک وشبہ بات اسی طرح ہے۔''

(مسائل الامام أحمد وإسحاق برواية إسحاق الكوسج : ٩٥٨)

❀ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔

❀ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ جبری طلاق کے مفاسد ذکر کرتے ہیں:

ثَانِيهِمَا : أَنَّهٗ لَوِ اعْتُبِرَ طَلَاقُهٗ ۔ أَيِ الْمُكْرَهِ ۔ طَلَاقًا لَكَانَ ذٰلِكَ فَتْحًا لِبَابِ الْإِكْرَاهِ، فَعَسٰى أَن يَّخْتَطِفَ الْجَبَّارُ الضَّعِيفَ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ، وَيُخِيفَهٗ بِالسَّيْفِ، وَيَكْرَهَهٗ عَلَى الطَّلَاقِ إِذَا رَغِبَ فِي امْرَأَتِهٖ، فَلَوْ خَيَّبْنَا رَجَاءَهٗ وَقَلَّبْنَا عَلَيْهِ مُرَادَهٗ كَانَ ذٰلِكَ سَبَبًا لِتَرْكِ مَظَالِمِ النَّاسِ فِيمَا بَيْنَهُمْ بِالْإِكْرَاهِ ....

''دوسری بات یہ ہے کہ اگر مجبور شخص کی طلاق کو معتبر مان لیا جائے، تو مجبور کرنے کا دروازہ کھل جائے گا۔ ممکن ہے کہ کوئی طاقتور شخص کسی کمزور کو اس طرح سے قابو کر لے کہ لوگوں کو معلوم نہ ہو اور وہ اسے اسلحہ کے زور پر دھمکا لے، اس کی بیوی میں رغبت ہو، تو اسے طلاق پر مجبور کر لے۔ اگر ہم اس کے ارادے کو ناکام بنا دیں اور اس کی مراد کو واپس کر دیں، تو یہ لوگوں کے آپس میں مجبور کر کے

کیے گئے ظلم کو روکنے کا سبب ہوگی......‘‘

(حُجّة اللّٰه البالغة : ۱۳۸/۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (مجموع الفتاویٰ : ۱۱۰/۳۳)، علامہ ابن قیم رحمہما اللہ (زاد المعاد : ۲۰۴/۵، اعلام الموقعین : ۱۰۸/۳، تہذیب السنن : ۱۸۷/۶) وغیرہما کے نزدیک بھی جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں :

ذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلٰى عَدَمِ اعْتِبَارِ مَا يَقَعُ فِيهِ .

’’جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔‘‘

(فتح الباري : ۳۹۰/۹)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ (قبل حدیث : ۵۲۶۹) اور علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (المحلی : ۲۰۲/۱۰) کا بھی یہی موقف ہے۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں :

’’اس بنا پر مجبور شخص کا ہر کلام لغو ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ قرآنِ کریم نے بتایا ہے کہ کوئی شخص اگر مجبور ہو کر کلمۂ کفر کہہ دے تو وہ کافر نہیں ہوگا اور جسے اسلام پر مجبور کیا جائے، وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ سنت نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجبور شخص کو معاف کر دیا ہے، وہ اس سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔۔۔ رہے مجبور شخص کے افعال تو ان میں تفصیل ہے: جو افعال مجبوری کے ساتھ مباح ہیں، ان پر معافی ہے، جیسا کہ رمضان میں دن کے وقت کھانا، نماز میں

حرکت اور احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا وغیرہ۔ اور جو چیزیں مجبوری کی وجہ سے مباح نہیں، ان پر مؤاخذہ ہوگا، جیسا کہ بے گناہ کو قتل کرنا، اس کا مال تلف کرنا ۔ ۔۔اقوال اورافعال میں فرق یہ ہے کہ افعال جب واقع ہوجائیں تو ان کی خرابی ختم نہیں ہوسکتی، بلکہ ان کی خرابی ان کے ساتھ ہی رہتی ہے، برعکس اقوال کے کہ ان کولغو کرنااورسونے والے اورمجنون کی طرح شمارکرناممکن ہے۔ جوفعل مجبوری کے ساتھ مباح نہیں، اس کی خرابی ثابت ہوتی ہے، برعکس قول کی خرابی کے کہ وہ اسی وقت ثابت ہوتی ہے، جب کہنے والا اس کو جانتا ہواور مجبور نہ ہو۔''

(زاد المَعاد : ٥/٢٠٥_٢٠٦)

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (٤٥٦ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا تَلَاعُبٌ بِالدِّينِ ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ .

''جبری طلاق کوشمارکرنادین کے ساتھ مذاق ہے۔ہم ایسے کاموں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔''

(المُحَلّٰی بالآثار : ١٠/٢٠٥)

احناف کا مؤقف :

احناف کے نزدیک جبری طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ ان کے دلائل کا علمی وتحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

① ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا كَانَ نَائِمًا مَعَ امْرَأَتِهٖ، فَقَامَتْ فَأَخَذَتْ سِكِّينًا وَجَلَسَتْ عَلٰى صَدْرِهٖ، وَوَضَعَتِ السِّكِّينَ عَلٰى حَلْقِهٖ فَقَالَتْ لَهٗ : طَلِّقْنِي أَوْ لَأَذْبَحَنَّكَ، فَنَاشَدَهَا اللّٰهَ فَأَبَتْ، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَذَكَرَ ذَاكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ : فَلَا قَيْلُولَةَ فِي الطَّلَاقِ .

''ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ سویا ہوا تھا کہ اس کی بیوی اُٹھی اور ایک چھری پکڑی پھر اس کے سینے پر بیٹھ گئی اور چھری اس کے حلق پر رکھ دی، کہنے لگی : مجھے طلاق دے، ورنہ تجھے ذبح کر دوں گی۔ آدمی نے اسے اللہ کا واسطہ دیا، لیکن وہ نہ مانی۔ اس نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر اس نے نبی اکرم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: طلاق میں کوئی واپسی نہیں۔''

(الضّعفاء الكبير للعُقيلي : ٢/٢١١، العِلَل المتناهية لابن الجوزي : ٢/٦٤٧)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① صفوان بن عمران طائی کے متعلق امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ، وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ .

''اس کی حدیث (متابعات میں) لکھی جائے گی، یہ قوی نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : ٤/٤٢٢)

② الغاز بن جبلہ کو امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : ٤/٤٢٢)

③ بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کے مرتکب ہیں، سماع بالتسلسل ضروری ہے۔

اس حدیث کے بارے میں :

❁ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ وَاهٍ جِدًّا . ''یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔''

(العِلَل لابن أبي حاتم : ۱۳۱۲)

❁ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل : ٤/٤٢٢)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

هٰذَا خَبَرٌ فِي غَايَةِ السُّقُوطِ .

''یہ حدیث حد درجہ ضعیف ہے۔''(المحلّٰی : ۲۰٤/۱۰)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ . ''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المتناهية : ٢/٦٤٧)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(البدر المُنير : ۸/۱۱۸)

اس روایت کو صفوان بن عمران نے ''مرسل'' بھی بیان کیا ہے۔

④ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ؛ النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ .

”تین امور ایسے ہیں، جو قصداً کیے جائیں یا ہنسی مذاق میں کیے جائیں، واقع ہو جاتے ہیں؛ ۱۔ نکاح ۲۔ طلاق ۳۔ رجوع۔“

(سنن أبي داوٗد : ۲۱۹٤، سنن التّرمذي : ۱۱۸٤، سنن ابن ماجه : ۲۰۳۹، وسندهٗ حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”حسن غریب“، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۱۲) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۹۸/۲) نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر : ۲۱۰/۳) نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

جو مذاق میں طلاق دیتا ہے، اس کی نیت میں طلاق نہیں ہوتی۔ صرف لفظ ادا کرتا ہے۔ فقط لفظ ادا کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، لہٰذا جبری طلاق کو اس پر قیاس کریں گے، کیونکہ ان دونوں کا طلاق کا ارادہ نہیں ہوتا۔ فقط لفظ ادا کرتے ہیں۔

تبصرہ :

یہ قیاس خطا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں :

قِيَاسُهُمُ الْمُكَرَهَ عَلَى الْهَازِلِ، فَهُوَ قِيَاسٌ فَاسِدٌ، لِأَنَّ الْمُكْرَهَ غَيْرُ قَاصِدٍ لِّلْقَوْلِ وَلَا لِمُوْجِبِهٖ، وَأَمَّا الْهَازِلُ فَإِنَّهٗ تَكَلَّمَ بِاللَّفْظِ اخْتِيَارًا وَّقَصَدَ بِهٖ غَيْرَ مُوجِبِهٖ، وَهٰذَا لَيْسَ إِلَيْهِ، بَلْ إِلَى الشَّارِعِ، فَإِنَّ مَنْ بَاشَرَ سَبَبَ ذٰلِكَ بِاخْتِيَارِهٖ لَزِمَهٗ مُسَبَّبُهٗ وَمُقْتَضَاهُ، وَإِنْ لَّمْ يُرِدْهُ، وَأَمَّا الْمُكْرَهُ فَإِنَّهٗ لَمْ يُرِدْ هٰذَا، وَلَا هٰذَا، فَقِيَاسُهٗ عَلَى الْهَازِلِ غَيْرُ صَحِيحٍ.

”ان لوگوں کا مجبور کو مذاق کرنے والے پر قیاس کرنا قیاسِ فاسد ہے، کیونکہ مجبور آدمی کا قصد نہ بات کا ہوتا ہے، نہ اس کے نتیجے کا۔

جبکہ مذاق کرنے والا لفظ کا تکلم اپنے اختیار سے کرتا ہے، لیکن اس کا نتیجہ کچھ اور مراد لیتا ہے۔ حالانکہ یہ کام (نتیجے کا وقوع) اس کے اختیار میں نہیں، بلکہ شارع کے اختیار میں ہے۔ جو شخص طلاق کے سبب کو اختیار کرے گا، اس کا نتیجہ اس کو لازم ہوجائے گا، اگرچہ وہ اس کا قصد نہ بھی کرے۔ رہا مجبور، تو اس نے کسی بھی چیز کا قصد نہیں کیا ہوتا، لہٰذا اس کو مذاق کرنے والے پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔''

(تهذيب السّنن : ٦/١٨٨، إعلام الموقعين : ٣/١٠٨، زاد المَعاد : ٥/٢٠٤، إغاثة اللَّهفان في حكم طلاق الغضبان، ص ٥٠ـ٦١)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا قِيَاسٌ بَاطِلٌ، فَإِنَّ الْهَازِلَ قَاصِدٌ إِلٰى إِيقَاعِ الطَّلَاقِ رَاضٍ بِهٖ، وَالْمُكْرَهُ غَيْرُ رَاضٍ وَّلَا نِيَّةَ لَهٗ فِي الطَّلَاقِ، وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ .

''یہ قیاس باطل ہے، کیونکہ مذاق میں طلاق دینے والا طلاق واقع کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر راضی ہوتا ہے، جبکہ مجبور شخص راضی نہیں ہوتا، نہ ہی اس کی طلاق کے بارے میں کوئی نیت ہوتی ہے۔ فرمانِ نبوی ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

(تفسير القرطبي : ١٠/١٨٤)

③ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَرْبَعٌ مُقْفَلَاتٌ؛ النَّذْرُ، وَالطَّلَاقُ، وَالْعِتْقُ، وَالنِّكَاحُ .

''چار چیزیں مقفلات ہیں (ان میں کیا گیا کلام واپس نہیں لیا جا سکتا)؛ نذر، طلاق، غلام کی آزادی اور نکاح۔''

(التّاريخ الكبير للبخاري : ٥٠٢/٦)

سند ضعیف ہے۔

۱۔ محمد بن اسحاق مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۲۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

④ جب سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد سے مشرکینِ مکہ نے حلف لیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَنَسْتَعِينُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ .

''ہم ان سے کیا ہوا وعدہ پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگیں گے۔''(صحيح مسلم : ١٧٨٧)

جبری طلاق کو عہد پر قیاس کریں گے۔ جب عہد میں فقط لفظ کا اعتبار ہوتا ہے تو طلاقِ جبری میں بھی فقط لفظ کا اعتبار کیا جائے گا۔

تبصره :

یہ قیاسِ خطا ہے، اگر یہی قیاس رکھئے، تو سوتے ہوئے انسان یا بھول کر طلاق دینے والے اور مجنون کی طلاق بھی واقع ہو جانی چاہیے۔

⑤ عمر بن شراحیل المعافری کہتے ہیں:

كَانَتِ امْرَأَةٌ مُبْغِضَةً لِزَوْجِهَا فَأَرَادَتْهُ عَلَى الطَّلَاقِ فَأَبٰى فَجَاءَ تْ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَمَّا رَأَتْهُ نَائِمًا، قَامَتْ وَأَخَذَتْ سَيْفَهٗ،

فَوَضَعَتْهُ عَلٰى بَطْنِهٖ ثُمَّ حَرَّكَتْهُ بِرِجْلِهَا فَقَالَ : وَيْلَكِ مَا لَكِ؟ قَالَتْ : وَاللّٰهِ لَتُطَلِّقَنِّي وَإِلَّا أَنْفَذْتُكَ بِهٖ، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَشَتَمَهَا، فَقَالَ : مَا حَمَلَكِ عَلٰى مَا صَنَعْتِ؟ قَالَتْ : بُغْضِي إِيَّاهُ فَأَمْضٰى طَلَاقَهَا .

''ایک عورت اپنے خاوند کو ناپسند کرتی تھی۔ اس نے اسے طلاق دینے کو کہا، لیکن وہ نہ مانا، تو ایک رات وہ آئی۔ جب اس نے اسے سوئے ہوئے دیکھا، تو کھڑی ہوئی اور اس کی تلوار پکڑ لی، اسے اس کے پیٹ پر رکھا، پھر اسے پاؤں سے ہلایا۔ اس نے کہا: تجھے کیا ہوا ہے؟ کہنے لگی: اللہ کی قسم! تو مجھے طلاق دے دے، ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گی۔ اس نے اسے تین طلاقیں دیں۔ یہ معاملہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بلا بھیجا، پھر اسے ڈانٹا اور پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگی: خاوند کو ناپسند کرتی ہوں اس لیے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی طلاق کو نافذ کر دیا۔''

(سنن سعيد بن منصور : ۱۱۲۹)

سند سخت ''ضعیف'' ہے:

① فرج بن فضالہ جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تقريب التهذيب : ۵۳۸۳)

② عمر بن شراحیل معافری کی توثیق نہیں۔

③ عمر بن شراحیل کی سیدنا عمر سے روایت ''مرسل'' ہے۔

۞ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''مرسل'' قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل : ١١٦/٦)

⑥ امام شعبی رحمہ اللہ سے طلاق مکرہ کے بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا:

إِذَا أَكْرَهَهُ السُّلْطَانُ جَازَ، وَإِذَا أَكْرَهَتْهُ اللُّصُوصُ لَمْ يَجُزْ .

''اگر حاکم وقت مجبور کرے، تو طلاق ہو جائے گی اور اگر چور مجبور کریں، تو طلاق نہیں ہو گی۔''

(مصنّف ابنِ أبي شَيبة : ٤٩/٥)

سند ضعیف ہے۔ حصین بن عبد الرحمٰن سلمی مختلط ہیں، عبد اللہ بن ادریس کا ان سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہیں ہو سکا۔

البتہ ابو قلابہ رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ : ۵/۴۹، وسندہ صحیح) طلاقِ مکرہ کو جائز سمجھتے تھے۔ یہ فتویٰ جمہور سلف امت کے فہم سے ہٹ کر ہے، لہٰذا یہ شاذ ٹھہرے گا۔

❀❀❀❀❀❀❀